ڈاکٹر نذر عابد
ڈاکٹر محمد الطاف

مکتوبات: احمد ندیم قاسمی بنام ارشاد شاکر اعوان

احمد ندیم قاسمی (۱۹۱۶ء۔۲۰۰۶ء) اردو دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ان کا تخلیقی سفر پون صدی کی مسافت پر پھیلی کہانی ہے۔دنیائے ادب میں ان کی تخلیقی و تنظیمی اور ادبی وصحافتی خدمات نا قابل فراموش ہیں۔اردو نظم ہو یا غزل، افسانہ نگاری ہو یا کالم نویسی ہر میدان میں عمر بھر انھوں نے اپنا ایک خاص معیار برقرار رکھا۔وہ متعدد ادبی جریدوں کے مدیر رہے۔ ''نقوش''، ''ادبِ لطیف'' اور ''صحیفہ'' جیسے عہد ساز ادبی و تحقیقی پرچوں کی ادارتی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے انھوں نے مذکورہ پرچوں کے معیار اور وقار کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ساٹھ کی دہائی میں انھوں نے اپنا ادبی پرچہ ''فنون'' جاری کیا۔اپنے اس رجحان ساز ادبی پرچے کے ذریعے احمد ندیم قاسمی نے کم از کم تین ادبی نسلوں کی فکری رہ نمائی اور ذہنی آب یاری کا فریضہ سرانجام دیا۔نئے لکھنے والوں کی خصوصی حوصلہ افزائی کرنے کے علاوہ ''فنون'' نے پاکستانیت کے رویوں، حب الوطنی اور انسان دوستی کے جذبوں کو فروغ دینے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

مختلف ادبی پرچوں کے مدیر کی حیثیت سے احمد ندیم قاسمی متعدد لکھنے والوں سے خطوط کے ذریعے رابطے میں رہتے تھے۔وہ ہر خط کا جواب بڑی محبت اور باقاعدگی سے دیتے تھے۔ان خطوط میں نہ صرف احمد ندیم قاسمی کی اپنے چاہنے والوں سے محبت اور شفقت جھلکتی ہے بلکہ مختلف ادبی تحریروں کے حوالے سے ان کی تنقیدی آرا بھی ملتی ہیں۔ اس نوعیت کے خطوط قاسمی صاحب کی شخصیت کے مختلف گوشوں کو سامنے لانے اور ان کی ادبی حیثیت متعیّن کرنے میں مددگار ثابت ہوسکتے ہیں۔ذیل میں ان کے تین خطوط بنام ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان (۱۹۴۲ء) شائع کیے جا رہے ہیں۔

ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان (صدر شعبۂ اُردو ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ) اردو کے معروف محقق اور اقبال شناس ہیں۔ تحریکِ تحفظِ ختم نبوتؐ کے نام ور رہ نما مولانا غلام غوث ہزاروی[۱] کے حلقہء ارادت اور ان کے گاؤں بفہ ہزارہ سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان نے اردو تحقیق کی دنیا میں نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔مذہبیات، پاکستانیات اور اقبالیات ان کے خاص تحقیقی موضوعات ہیں۔ان موضوعات پر ان کی نصف درجن سے زائد کتب شائع ہوچکی ہیں[۲] کچھ زیرِ طبع ہیں اور کچھ کے مسوّدات ہنوز اشاعت طلب ہیں۔اس کے علاوہ ان کی اردو/ ہندکو نظموں، غزلوں اور نعتوں پر مشتمل کلیات بھی زیرِ اشاعت ہیں۔تحقیق و تنقید کی دنیا میں ڈاکٹر صاحب اختراعی فکر اور منفرد سوچ رکھنے والے صاحبِ نظر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔خصوصاً اقبال شناسی کے حوالے سے روایتی نقطہ ہائے نظر سے ہٹ کر نئے زاویوں اور تازہ فکری رویوں کو سامنے لانے میں ان کی کاوشیں لائقِ تحسین ہیں۔احمد ندیم قاسمی سے ان کے روابط کی ابتدا "فنون" کے حوالے ہی سے ہوئی۔

''فنون'' میں ان کی پہلی نظم "پندرھویں صدی ہجری کا پیغام۔عالمِ انسانیت کے نام'' اگست ۱۹۸۰ء کے شمارے

میں شائع ہوئی۔اس کے بعد ان کی متعدد غزلیں، نظمیں اور مضامین ''فنون'' میں شائع ہوتے رہے۔اس کے علاوہ قاسمی صاحب کی ادارت میں نکلنے والے مجلس ترقیِ ادب کے پرچے ''صحیفہ'' میں بھی ان کے تحقیقی مقالے چھپتے رہے۔اس سلسلے میں قاسمی صاحب سے ان کی خط وکتابت جاری رہی۔یہاں احمد ندیم قاسمی کی طرف سے ان کے نام لکھے گئے جو تین خطوط پیش کیے جارہے ہیں، ان میں ڈاکٹر صاحب کی تحریر کردہ دو کتابوں ''عہدِ رسالت میں نعت'' اور ''اقبال، اسلام اور جمہوریت'' کے مسوّدات میں سے ایک کی اشاعت اور دوسرے کی عدمِ اشاعت کے حوالے سے بنیادی نوعیت کے کچھ حقائق سامنے آتے ہیں۔

(۱)

ماہنامہ فنون

۲۶ اگست ۱۹۸۶ء

۴۔میکلوڈ روڈ، لاہور

محترمی ومکرمی۔سلامِ مسنون

مفصّل گرامی نامہ ملا۔یادآوری اور کرم فرمائی کا بے حد ممنون ہوں۔آپ بے فکر رہیں۔آپ کی کتاب کا مسوّدہ[۱] جن صاحب کے حوالے کیا ہے وہ مسائل دینیہ میں آپ سے صدفی صد متفق ہیں، آپ کی محنت وکاوش کی انہوں نے بہت تعریف کی ہے بلکہ یہ تک کہا ہے کہ پاکستان میں اس پائے کی علمی وتحقیقی لگن کی کوئی اور مثال بہ مشکل ہی پیش کی جاسکتی ہے۔[۲] انشاءاللہ آپ کا یہ مسوّدہ آئندہ سال تک کتابی صورت میں لانے کی پوری سعی کروں گا۔[۳] تفصیل سے بعد میں مطلع کروں گا۔

مقالہ ''اقبال، اسلام اور جمہوریت'' مجھے روانہ کردیں۔اسے فنون ہی شائع کرسکتا ہے۔[۴] ''صحیفہ'' اور ''اقبال'' نیم سرکاری اداروں کے مجلّے ہیں۔وہ یہ جرأت نہ کرسکیں گے۔آپ نے اپنے مقالے کی جو تفصیل بھجوائی ہے، اس کے ایک ایک حرف سے متفق ہوں۔خدا کا شکر ہے کہ کسی کو اس ضمن میں یہ توفیق ہوئی۔[۵] آپ کے خیالات آئندہ نسلوں پر احسان ہوں گے۔آپ اہلِ علم ہیں۔قوم کو اس ملغوبے اور توہمات کی اس بھول بھلیاں سے نکالنا آپ کا کام ہے۔ہم تو شعر کہنے اور کہانیاں لکھنے والے لوگ ہیں۔آپ کو داد ہی دے سکتے ہیں اور آپ سے تعاون ہی کرسکتے ہیں۔[۶] یہ مقالہ فنون میں درج کروں گا۔اقساط میں سہی مگر حق بات کا اعلان قسطوں میں ہو تو اور بہتر رہتا ہے۔

''مجلس ترقی ادب کے لائبریرین رحمٰن صدیقی صاحب[۷] عید کی چھٹی پر گئے تھے تو آپ کے لیے ''صحیفہ'' اور سید عابد علی عابدؔ کی "البدیع" ہمراہ لے گئے کہ آپ کو پیش کردیں گے۔کیا یہ دونوں چیزیں آپ تک پہنچیں؟

آپ کی محبت کا دلی شکریہ

مخلص

احمد ندیم

(۲)

مجلسِ ترقیِ ادب

کلب روڈ لاہور

نشان۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مورخہ ۲ر اگست ۱۹۸۸ء

محب مکرم۔سلام مسنون

چند روز پہلے ہی سفرِ حج سے پلٹا ہوں۔آج آپ کا گرامی نامہ ملا۔سفر کی جو تکان اُتار رہا تھا وہ اس افسوس کی صورت میں اعصاب پر ٹوٹ پڑی کہ اتنی محنت سے لکھی ہوئی کتاب کا مسودہ، یوں رواروی میں گم ہو گیا۔[۱] دراصل ڈاکٹر صاحب ''بزمِ اقبال'' کے سیکریٹری کے علاوہ ڈاکٹر سیّد عبداللہ مرحوم کے ادارے ''اردو اکیڈمی'' کے بھی سربراہ ہیں۔[۲] چنانچہ یہاں وہاں کے مسودات خلط ملط ہوتے ہی رہتے ہیں۔آپ نے جس خط کی نقل مجھے بھیجی ہے، وہ اُنہیں ضرور اور فوراً بھجوایئے۔[۳] یہ سراسر ظلم ہے کہ مصنف کو مسودے کی گم شدگی کی اطلاع یوں رواروی میں دی جائے جیسے جیب سے ایک سکّہ گر گیا ہے۔یہ خط انہیں فوراً بھجوایئے۔مجھے اس کا بڑا دکھ ہے۔

آپ کا

ندیم

(۳)

مجلسِ ترقیِ ادب

کلب روڈ لاہور

نشان۔۔۔۔۔۔۔۔

مورخہ ۱۷ر فروری ۱۹۹۲ء

محب مکرم۔سلام مسنون

میں آپ سے بہت شرمندہ ہوں مگر اب گزشتہ تاخیر کی تلافی کی صورت نکل آئی ہے۔حکومت کی طرف سے تھوڑی سی رقم مل گئی ہے۔چنانچہ وہ سب کتابیں جو پریسوں میں، کاغذ خرید نہ سکنے کی وجہ سے، رکی ہوئی تھیں، زیرِ طبع ہیں۔آپ کی کتاب بھی اب دو ڈھائی ماہ میں آجائے گی۔[۱] مکرر معذرت۔

آپ کا کلام ملتا رہا۔تازہ شمارے میں بھی شامل ہے اور آئندہ بھی چھپتا رہے گا۔خاص طور سے نعتیں بہت خوب صورت ہیں۔

دعا کے ساتھ

مخلص

احمد ندیم

حواشی:

۱۔ مولانا غلام غوث ہزاروی: سالِ پیدائش۔۔۔1896ء بفہ، مانسہرہ، سالِ وفات۔۔۔1981ء بفہ، مانسہرہ، معروف عالمِ دین اور سیاست دان مانسہرہ سے قومی اسمبلی کے ممبر بھی رہے۔ فاضل دیوبند تھے۔ تحریکِ ختمِ نبوت کے سرکردہ راہنما کے طور پر نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

۲۔ (۱) حضرت یونسؑ اور قومِ یونسؑ کا تاریخی اعزاز، قرطاس، فیصل آباد، ۲۰۱۲ء، (۲) ہمالہ سے نیا شوالہ تک، بزمِ اقبال، لاہور، ۲۰۱۱ء، (۳) اسلامی حکمت وحکومت، قرطاس، فیصل آباد، ۲۰۱۰ء، (۴) زلفِ الہام (تحقیق وتدوین کلام دیوان راجہ بابا)، ایلیا بکس، راول پنڈی، ۲۰۰۹ء، (۵) بیانِ اقبال: نیا تناظر، اقبال اکیڈمی، لاہور، ۲۰۰۸ء، (۶) تحریکِ پاکستان: ابتدا و ارتقاء، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۲۰۰۴ء، (۷) دوقومی نظریہ، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۲۰۰۴ء، (۸) عہدِ رسالت میں نعت، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۹۳ء۔

خط نمبر ۱:

۱۔ ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان کی کتاب ''عہدِ رسالت میں نعت'' کے مسودے کا ذکر ہے جو ان کی چودہ سالہ تحقیقی کاوش اور ریاضت کا ثمرہ ہے۔

۲۔ یہ صاحب علم شخصیت عربی زبان وادب کے معروف عالم مولوی محمد کاظم تھے۔ مولوی صاحب مذکور نے خود فاضل مصنف کو بھی اس سلسلے میں ایک خط تحریر کیا تھا، جس میں انہوں نے کمال اعلیٰ ظرفی سے اعتراف کیا تھا کہ ''عہد رسالت میں نعت'' جیسے موضوع پر اس سطح کی تحقیقی کتاب اردو زبان تو رہی ایک طرف خود عربی میں بھی موجود نہیں ہے۔

۳۔ افسوس کہ آئندہ سال کا یہ وعدہ پورا نہ ہوسکا۔ تاہم ڈاکٹر صاحب موصوف کی یہ کتاب ''عہدِ رسالت میں نعت'' ناگزیر وجوہ کی بنیاد پر خاصی تاخیر سے سہی، ۱۹۹۳ء میں مجلس ترقیِ ادب، لاہور ہی کے زیر اہتمام احمد ندیم قاسمی کی ذاتی دل چسپی سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کو اسی سال حکومتِ پاکستان کی طرف سے سیرت ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔

۴۔ ادارہ ''فنون'' سے یہ مقالہ شائع نہ ہو پایا۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ مقالہ ''اقبال، اسلام اور جمہوریت'' ہنوز غیر مطبوعہ حالت میں ہے۔

۵۔ ڈاکٹر ارشاد شاکر کی کتاب "اقبال، اسلام اور جمہوریت" دراصل معارف اسلامی، دانش گاہ پنجاب، لاہور کے مقالہ "جمہوریت" کا علمی محاکمہ تھا۔ مقالہ نگار چونکہ ایک مخصوص مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے تھے جو جمہوریت کو اپنی لاعلمی پر مبنی ہٹ دھرمی کے باعث شرک بتاتا ہے اور اس کتاب میں اس مکتبِ فکر کے غلط تعبیرات کا قرآن وسنت اور فکر اقبال کی روشنی میں جائزہ لیا گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی اشاعت ان کے حق میں نہ تھی۔ اس سے بڑھ کر علمی بددیانتی اور کیا ہوگی؟

۶۔ عجز ونیاز میں ڈوبے قاسمی صاحب کے ان کلمات میں ان کی شخصی عظمت کی جھلک نمایاں طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔

۷۔ رحمٰن صدیقی درویش صفت انسان تھے۔ اپنے دوست احباب سے ملنے کی خاطر ان کی راول پنڈی اور ہزارہ میں

آمد ورفت رہتی تھی۔ان کے والد صدیق مستری مرحوم معروف عالمِ دین اور شعلہ بیاں مقرر سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقربِ خاص تھے۔رحمٰن صدیقی بھی اوائل عمری میں شاہ صاحب مرحوم و مغفور کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔

خط نمبر۲:

۱۔ ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان کا مسوّدہ بہ عنوان ''اقبال، اسلام اور جمہوریت'' مراد ہے جو لاہور کے ایک ادارے میں کچھ عرصہ حالت گم شدگی میں رہنے کے بعد بفضلِ خدا دستیاب ہو گیا تھا۔

۲۔ معروف محقق اور نقاد ڈاکٹر وحید قریشی، جن کی نظامتِ ''بزمِ اقبال'' کے زمانے میں ڈاکٹر صاحب موصوف کا مذکورہ بالا مسودہ کچھ عرصے کے لیے گم ہوا تھا۔

۳۔ اس خط کا ذکر ہے جس میں ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان نے مسودے کی گم شدگی کے حوالے سے قانونی چارہ جوئی کی بات کی تھی اور یوں مسودے کی بازیافت ممکن ہوئی تھی۔''اقبال، اسلام اور جمہوریت'' کے نام سے ڈاکٹر ارشاد شاکر کا یہ مقالہ ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔فکرِ اقبال کے حوالے سے مخصوص سوچ رکھنے والے ادارے یہ مقالہ شائع کرنے میں کیوں ناکام رہے، اس پر یہاں شاعرِ مشرقؒ کی مشہورِ زمانہ نظم "مسجدِ قرطبہ" کے آخری بند سے ایک شعر تبصرے کی صورت میں پیش کیا جاسکتا ہے:

پردہ اُٹھا دوں اگر چہرۂ افکار سے
لا نہ سکے گا فرنگ میری نواؤں کی تاب

مقامِ فکر ہے کہ لفظ "فرنگ" کی معنوی وسعتوں کا دامن کہاں کہاں تک پھیلا ہوا ہے۔

خط نمبر۳:

۱۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی کتاب "عہدِ رسالت میں نعت" ہی کا ذکر ہے۔۱۹۸۶ء میں جس کتاب کی اشاعت کا ڈول ڈالا گیا تھا وہ منصوبہ ۱۹۹۳ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔اس سے علم وادب کے فروغ کے لیے وطنِ عزیز میں قائم کیے گئے سرکاری و نیم سرکاری اداروں کی رفتارِ کار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔اس حقیقت کے باوجود کہ مذکورہ معاملے میں قاسمی صاحب جیسی مہربان شخصیت کی دلچسپی بھی کارفرما تھی۔یقیناً یہ ہم سب کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔